ملک کی موجودہ صورتِ حال

قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ

جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ نے ۷، ۸ جولائی کے اجلاس میں اتفاق رائے سے یہ قرارداد منظور کی:

جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ غیر معمولی اجلاس اس بات پر اپنے شدید غم و غصے کا اظہار کرتا ہے کہ حکومت کے اسلام دشمن اقدامات، بڑھتی ہوئی کرپشن اور عوام کش بجٹ کے خلاف ۲۴ جون کو راولپنڈی میں جماعت اسلامی کے پرامن مظاہرے کو کچلنے کے لیے حکومت نے ریاستی تشدد کا بدترین استعمال کیا۔ مظاہرین پر گولیاں اور لاٹھیاں برسائی گئیں اور انھیں نشانہ بنا کر آنسو گیس کے شیل پھینکے گئے۔ ہزاروں افراد کو راستے میں قافلے روک کر یا راولپنڈی پہنچنے پر بلاجواز گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالا اور ان پر جھوٹے مقدمات بنائے۔ محترم امیر جماعت قاضی حسین احمد کے ساتھ پولیس نے انتہائی شرمناک اور نازیبا طرزِ عمل اختیار کیا۔ مردان میں ایک معروف ترین دینی درس گاہ پر آنسو گیس کے شیلوں کی بارش کر دی گئی۔ ممتاز عالم دین، شیخ القرآن اور جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ و عاملہ کے رکن مولانا گوہر رحمن اور ان کے صاحبزادے کو بلاجواز گرفتار کیا گیا۔ یہ داغ پیپلز پارٹی کے دامن سے کبھی نہیں دھل سکتا کہ اس نے ۲۴ جون کو اپنے ظالمانہ طرزِ عمل سے تین معصوم، محب وطن اور پاکباز نوجوانوں کو شہید کر دیا۔ حکومت نے ایک مرتبہ پھر یہ ثابت کر دیا کہ اس کے فسطائی دور حکومت میں کسی شہری کی جان، مال اور عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے اور مظلوم شہریوں کو ظلم کے خلاف احتجاج کرنے کا دستوری حق بھی حاصل نہیں۔ حکومت کی ڈھٹائی کا عالم یہ ہے کہ اس نے سرکاری ذرائع ابلاغ سے جھوٹا پروپیگنڈہ کیا کہ مظاہرین مسلح تھے اور ان میں افغانی باشندے بھی شامل تھے۔ زیر حراست افراد پر تشدد کر کے ان سے یہ بیان لینے کی کوشش کی گئی کہ ان کا تعلق افغانستان سے ہے اور یہ کہ وہ مسلح تھے، لیکن حکومت اس میں ناکام رہی اور یہ حقیقت سب پر عیاں ہوگئی کہ مظاہرین پرامن تھے اور کسی کے پاس کسی طرح کا کوئی اسلحہ نہیں تھا اور وہ شدید ظلم کے باوجود پرامن رہے اور کسی پولیس اہلکار کو کوئی خراش بھی نہیں آئی۔ ۳ جولائی کو ملک بھر میں ہونے

والے بڑے بڑے پرامن مظاہروں نے حکومت کے جھوٹ کو مزید بے نقاب کر دیا۔

موجودہ حکومت نے اپنے اقتدار کے تقریباً تین سال پورے کر لیے ہیں جن میں قوم کو معاشی بدحالی، مہنگائی، بے روزگاری اور بدامنی کے سوا کچھ نہیں دیا۔ اس سے زیادہ تشویش ناک بات ہمارے لیے یہ ہے کہ حکومت ایک منصوبے کے تحت آئین سے انحراف کرتے ہوئے نظریہ پاکستان کو ذہنوں سے فراموش کرا دینا چاہتی ہے۔ وہ ملک کے اسلامی تشخص کو مجروح کر رہی ہے اور اس کی مسلسل کوشش ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ایک لادین سیکولر مملکت میں تبدیل کر دیا جائے۔ نوجوان نسل کو ٹی وی کے ذریعے گمراہ اور بدراہ کیا جا رہا ہے۔ مومن اور مجاہد بنانے کے بجائے انھیں گویا اور رقاص بنایا جا رہا ہے۔ ملک میں صنعتیں بحران کا شکار ہو کر بند ہو رہی ہیں، لیکن شراب کشید کرنے کے نئے کارخانے قائم کیے جا رہے ہیں۔ خالص مسلم آبادی میں شراب کی دکانیں کھل گئی ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت کو ایک بے جان اور معطل ادارہ بنا دیا گیا ہے۔ اپنے اس پروگرام میں حکومت اس درجہ جری ہوگئی ہے کہ اس نے اپنے انتخابی پیکج میں جداگانہ انتخابات کے بجائے مخلوط طرز انتخاب اختیار کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دینے کا وعدہ کیا اور دھاندلیوں کے ذریعے کامیابی حاصل کرنے کے لیے ووٹ ڈالنے کے لیے شناختی کارڈ کی پابندی ختم کرنے کی بات کی۔ وفاقی کابینہ نے اپنے حالیہ اجلاس میں قرآنی احکام کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے سفارش کی کہ خواتین کے لیے موت کی سزا ختم کر دی جائے۔ جبکہ وزیراعظم کئی بار حدود کے قوانین کو ظالمانہ اور وحشیانہ کہہ چکی ہیں۔ حکومت نے توہین رسالتؐ میں ملوث افراد کو رہا کر کے فوراً بعد بیرون ملک روانہ کر دیا جہاں وہ پوری دنیا میں پاکستان اور اسلامی قوانین کے خلاف پروپیگنڈے کا ذریعہ بن گئے ہیں۔

منتخب وزیراعظم عملاً آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے احکام کی تابع ہیں۔ رواں سال کا بجٹ حکومت نے نہیں، بلکہ ان اداروں نے ہی بنایا ہے۔ پاکستانی صنعت کاروں اور تاجروں کے نمایندوں سے مذاکرات میں جو مطالبات حکومت نے مان لیے تھے ان پر بھی یہ کہہ کر عمل نہیں کیا گیا کہ بجٹ میں کوئی تبدیلی، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی رضامندی کے بغیر نہیں کی جا سکتی۔ ہماری آزادی قرضوں کے بدلے رہن رکھ دی گئی ہے۔ ہماری آمدنی کا تقریباً ۷۴ فیصد قرضوں اور سود کی ادائیگی پر صرف ہو جاتا ہے۔ لیکن حکومت سرکاری خزانے میں خورد برد اور کرپشن کے واقعات کی روک تھام، ڈوبی ہوئی رقوم کی وصولیابی اور اپنے غیرپیداواری اخراجات میں کمی کرنے کے بجائے عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈال رہی ہے۔ پسے ہوئے عوام پر چالیس بلین روپے کے نئے ناقابل برداشت ٹیکس لگا دیے گئے ہیں۔ جنرل سیلز ٹیکس دراصل عمومی موت کا پروانہ ہے۔ سنسر کے بجائے حکومت اخبارات و جرائد کو

بھی اسی کے ذریعے کنٹرول کرنا چاہتی ہے۔ حکومت وعدے تو بہت لمبے چوڑے کرتی ہے، لیکن سرکاری ذرائع سے ہی بتایا گیا ہے کہ ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر صرف چند ہفتوں کی ضروریات پوری کرنے کے کفیل رہ گئے ہیں۔ بے روزگاروں کو روزگار دینے کے بجائے ملازمین کو ان کی نوکریوں سے برطرف کیا جا رہا ہے۔ کلرکوں اور پنشنروں کو کوئی ریلیف نہیں دیا گیا۔ نئی بھرتیاں میرٹ کے بجائے رشوت اور سفارش کی بنیاد پر کی جا رہی ہیں۔ حکومت نے پروقار اداروں کو بے وقعت بنا دیا ہے۔ سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں اب محض نمائشی ادارے بن چکے ہیں جن میں قانون سازی کے بجائے صرف آرڈی ننسوں کی توثیق کی جاتی ہے۔

وفاقی حکومت نے عدالتِ عظمیٰ کے ساتھ بھی محاذ آرائی شروع کر رکھی ہے۔ وزیراعظم سپریم کورٹ کے ججوں کے بارے میں انتہائی غیر محتاط زبان استعمال کرتی ہیں۔ اپنے ایک حالیہ بیان میں انھوں نے یہاں تک کہہ ڈالا کہ اپوزیشن ججوں کو دانہ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اسی طرح سپریم کورٹ کے بلدیاتی اداروں کو بحال کرنے کے حکم کے فوراً بعد پنجاب اسمبلی نے ایک قانون پاس کر کے اس فیصلہ کو غیر موثر بنا دیا۔ حکمرانوں کی کرپشن کی داستانیں زبان زد عام ہیں۔ ایک برطانوی اخبار نے یہ خبر شائع کی کہ سرے میں وزیراعظم نے ساڑھے تین سو ایکڑ اراضی پر پھیلا ہوا ایک عالی شان محل خریدا ہے۔ اگر یہ خبر غلط ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس اخبار کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ ایسا نہ کرنے سے شکوک میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ سٹیل مل اور طیاروں کی خریداری سمیت ملک کے بڑے بڑے سرکاری اداروں میں کرپشن کی داستانیں اخبارات میں شائع ہوتی ہیں، لیکن حکمرانوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

حکومت کشمیر کا مسئلہ حل کرائے بغیر بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھا رہی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور پاکستان نے تجارتی میدان میں بھارت کو سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ملک قرار دے دیا ہے۔ وہاں سے شکر اور آلو درآمد کیے جا رہے ہیں۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پاکستان مسلم ممالک سے بھارت کا تجارتی مقاطعہ کرنے کی اپیل کرتا تاکہ اسے کشمیر کے مسئلے کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرنے پر مجبور کیا جاتا۔ اس لیے حکومت کا یہ دعویٰ کہ اس نے کشمیر کے مسئلے کو زندہ کر دیا ہے، محض ایک ڈھونگ ہے۔ حکومت پاکستان کی کوشش ہے کہ پاکستان اکیسویں صدی میں معاشی اور اقتصادی لحاظ سے بیرونی ممالک کا غلام اور نظریاتی اعتبار سے ایک سیکولر ملک کی حیثیت سے داخل ہو، جہاں حکمران عیش کر رہے ہوں اور عوام اپنے مسائل اور دکھوں کے باعث بے دم ہو چکے ہوں۔ موجودہ حالات یہ ثابت کرنے کے لیے بالکل کافی ہیں کہ پیپلز پارٹی کی اسلام دشمن، کرپٹ اور ظالم حکومت حق حکمرانی کھو چکی ہے۔ اور یہ حکومت اور ملک دونوں ایک

ساتھ نہیں چل سکتے۔ اس ظالم حکومت سے چھٹکارا حاصل کرنا ناگزیر ہو چکا ہے۔ لہٰذا اسے فوراً برطرف ہونا چاہیے، لیکن اس کے ساتھ اس بات کا اہتمام اور انتظام بھی ضروری ہے کہ آیندہ حکومت بھی موجودہ حکومت ہی کا ایک چربہ ثابت نہ ہو سکے۔ پچھلے دس برسوں میں حکومتوں میں چار بار تبدیلیاں ہوئی ہیں لیکن عوام کے مسائل حل نہیں ہو سکے۔ اس لیے ایسے لاحاصل انتخابی عمل پر سے بھی عوام کا اعتماد اٹھ گیا ہے۔ آزاد کشمیر کے حالیہ انتخابات کے نتائج بھی یہی ثابت کرتے ہیں کہ موجودہ نظام کے تحت انتخابات کے ذریعے کوئی مثبت تبدیلی ممکن نہیں۔ انتخابات کے ذریعے کسی تبدیلی کے حصول کے لیے یہ یقین دہانی ضروری ہے کہ نئے انتخابات پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک اسلامی، فلاحی اور جمہوری ملک بنانے پر منتج ہوں گے۔ اس لیے شوریٰ کا یہ اجلاس تجویز پیش کرتا ہے کہ بہتر تبدیلی کی خواہشمند اپوزیشن جماعتیں پہلے آئین کی حدود کے اندر کسی ایسے انتخابی پیکج پر متفق ہوں جن کے نتیجے میں آیندہ انتخابات ایک خود مختار، آزاد کل وقتی الیکشن کمیشن کی نگرانی میں متناسب نمایندگی کی بنیاد پر منعقد ہوں جن میں صرف وہی افراد آگے آ سکیں جو دستور کی دفعات ۶۲ اور ۶۳ کی ضروریات پر پورے اترتے ہوں۔ اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں جماعت اسلامی کسی انتخابی اتحاد کے حق میں تو نہیں ہے لیکن جو جماعتیں مثبت انتخابی نتائج کے لیے کسی پیکج پر متفق ہو جائیں ان کے ساتھ تعاون کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ نظام کی مثبت تبدیلی اور سیاسی تطہیر کے لیے اس بات کی بنیادی ضرورت ہے کہ تمام موجودہ اور سابق منتخب نمایندوں اور بیوروکریسی کے احتساب کے لیے مستقل احتسابی کمیشن تشکیل دیا جائے جو چیف جسٹسز کمیٹی یا ریٹائرڈ سینئر ججوں پر مشتمل ہو اور وہ افراد جو انتخابی امیدوار بننا چاہیں، انھیں آرٹیکل ۶۲ اور ۶۳ کے معیار پر پرکھا جائے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس طے کرتا ہے کہ حکومت کے ظلم، جبر، تشدد اور بے گناہ افراد کو قتل، زخمی اور گرفتار کیے جانے کے باوجود جماعت اپنی پرامن جدوجہد جاری رکھے گی۔ نیز مجلس شوریٰ ملک کے مظلوم عوام اور ہم خیال دینی و سیاسی جماعتوں سے تعاون کی اپیل کرتی ہے۔

اس ماہ کے اشارات پاکستان--- پچاسویں یوم آزادی کے موقع پر -/۱۲۵ روپے سیکڑہ دستیاب ہیں
منشورات، منصورہ، لاہور ۵۴۵۷۰۔ فیکس: ۰۴۲-۷۸۳۲۱۹۴